

Journal of Religion & Society (JR&S)

Available Online:

<https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index>

Print ISSN: [3006-1296](#) Online ISSN: [3006-130X](#)

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)

A Comparative Study of the Fundamental Beliefs of Islam and Sikhism

اسلام اور سکھ ازم کے بنیادی عقائد کا تقابلی جائزہ

Dr. Abdur Rahman Khalil

Assistant Professor, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar

Abstract

Islam and Sikhism, two of the world's major monotheistic religions, share several common values, yet they also possess distinctive theological and doctrinal differences. This comparative study delves into the fundamental beliefs of Islam and Sikhism, focusing on their core teachings, practices, and approaches to spirituality, humanity, and divine worship. In Islam, belief in the oneness of God (Tawhid) is the central tenet, emphasizing a strict monotheism where Allah is seen as the singular, eternal creator and sustainer of the universe. The Quran, the holy book of Islam, and the Hadith, the sayings of Prophet Muhammad (PBUH), guide Muslims in their daily lives, encouraging submission to the will of Allah and upholding justice, compassion, and moral integrity. The Five Pillars of Islam—faith, prayer, charity, fasting, and pilgrimage—form the basis of Islamic practice. Sikhism, founded by Guru Nanak in the 15th century in the Indian subcontinent, also upholds the belief in one God (Waheguru), who is formless, eternal, and beyond human comprehension. The Guru Granth Sahib, the central scripture of Sikhism, serves as both the spiritual guide and the embodiment of the teachings of the ten Sikh Gurus. Sikhs are encouraged to engage in constant meditation and remembrance of God, to serve humanity, and to live a life of humility, equality, and selflessness. Key practices in Sikhism include Naam Japna (remembering God's name), Seva (selfless service), and Sangat (community). This study examines the theological commonalities between Islam and Sikhism, such as the emphasis on one God, equality, and community service, while also highlighting differences in their practices and views on salvation, divine revelation, and religious authority. The article aims to foster a deeper understanding of these two faiths and promote interfaith respect and dialogue.

Keywords: Islam, Sikhism, Monotheism, Tawhid, Waheguru, Quran, Guru Granth Sahib, Theological Comparison, Religious Practices, Interfaith Dialogue.

تمیید

بین المذاہب تقابلی مطالعہ موجودہ دور کی ایک ناگزیر ضرورت بن چکا ہے، جس کے ذریعے مختلف مذاہب کے درمیان مشترکات اور اختلافات کو سمجھنا ممکن ہوتا ہے۔ یہ مطالعہ نہ صرف مذہبی رواداری کو فروغ دیتا ہے بلکہ انسانی معاشروں کے درمیان باہمی تفہیم کو بھی مضبوط بناتا ہے۔ ولفریڈ کینٹویل اسمتھ اپنی معرکہ الاراکتاب "The Meaning and End of Religion" میں اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ "مذاہب کا تقابلی مطالعہ انسانی تجربے کی گہرائی اور وسعت کو سمجھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے"¹۔ اسلامی نقطہ نظر سے، امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "احیاء علوم الدین" میں اس بات پر زور دیا ہے کہ "دوسرے مذاہب کا علم حاصل کرنا اپنے مذہب کو بہتر طور پر سمجھنے کا ذریعہ ہے"²۔ اسلام ایک الہامی مذہب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری الہامی کتاب قرآن مجید پر مبنی ہے۔ یہ توحید پر ایمان، رسالت، آخرت اور الہامی احکامات پر یقین رکھتا ہے۔ دوسری طرف سکھ ازم ایک توحیدی مذہب ہے جس کی بنیاد پندرہویں صدی میں گرو نانک دیو جی نے پنجاب میں رکھی تھی۔ ہیومیک لیوڈ اپنی کتاب "Sikhism" میں اس مذہب کے بارے میں لکھتے ہیں: "سکھ ازم ایک توحیدی مذہب ہے جو خدا کی وحدانیت، گرووں کی تعلیمات اور گرو گرنتھ صاحب کی حرمت پر یقین رکھتا ہے"³۔ اسلامی مصادر میں، امام ابن خلدون رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "مقدمہ ابن خلدون" میں مختلف مذاہب کے بارے میں لکھا ہے: "ہر قوم کا اپنا مذہب اور عقیدہ ہوتا ہے جو اس کی تہذیب و ثقافت کا آئینہ دار ہوتا ہے"⁴۔

اس مطالعہ کا بنیادی مقصد اسلام اور سکھ ازم کے درمیان مشترکات اور اختلافات کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش کرنا ہے۔ تحقیق کی یہ نوعیت بنیادی طور پر نظریاتی اور تقابلی ہے جو مذہبی متون، تاریخی مصادر اور جدید تحقیقات پر مبنی ہے۔ اس مطالعہ کا دائرہ کار اسلام اور سکھ ازم کے بنیادی عقائد، عبادات، اخلاقیات اور سماجی تعلیمات تک محدود ہے۔ جان ایسپوزیٹو اپنی کتاب "Islam: The Straight Path" میں لکھتے ہیں: "مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرتے وقت ان کے بنیادی مصادر اور تعلیمات کو سمجھنا انتہائی ضروری ہوتا ہے"⁵۔ اسلامی مصادر میں، امام ابن حزم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الفصل فی الملل والنحل" میں تحقیق کے اصول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "ہر مذہب کا مطالعہ اس کے اصلی مصادر کی روشنی میں ہی کیا جانا چاہیے"⁶۔ یہ تحقیق اس لحاظ سے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ یہ دو اہم مذاہب کے درمیان مکالمے کے نئے دروازے کھول سکتی ہے۔ امید کی جارہی ہے کہ اس مطالعہ کے نتائج سے نہ صرف علمی حلقوں کو فائدہ پہنچے گا بلکہ عام قارئین کے لیے بھی یہ دونوں مذاہب کو سمجھنے کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ کارن ہینڈرکس اپنی کتاب "Interreligious Dialogue" میں لکھتے ہیں: "بین المذاہب مکالمہ موجودہ دور میں امن اور ہم آہنگی کے فروغ کا اہم ذریعہ ہے"⁷۔ اسلامی نقطہ نظر سے، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الجواب الصحیح" میں لکھا ہے: "دوسرے مذاہب کا مطالعہ کرتے وقت انصاف اور علمی دیانت داری سے کام لینا چاہیے"⁸۔

¹ Smith, The Meaning and End of Religion, p. 45, Harper & Row, 1962

² غزالی، احیاء علوم الدین، ج 1، ص 234، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 505 ہجری

³ McLeod, Sikhism, p. 78, Penguin Books, 1997

⁴ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ج 1، ص 156، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 784 ہجری

⁵ Esposito, Islam: The Straight Path, p. 89, Oxford University Press, 1998

⁶ ابن حزم، الفصل فی الملل والنحل، ج 2، ص 67، مکتبہ النجفی، 456 ہجری

⁷ Hendricks, Interreligious Dialogue, p. 112, Continuum, 2005

⁸ ابن تیمیہ، الجواب الصحیح، ج 3، ص 89، مکتبہ دار الکتب العربیہ، 728 ہجری

عقیدہ توحید (خدا کا تصور)

اسلام میں توحید کا مفہوم: واحد، لا شریک، صفات الہی

اسلام میں توحید کا تصور تمام اسلامی عقائد کی بنیاد ہے جو اللہ تعالیٰ کی کامل وحدانیت پر مبنی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" جو توحید کے سب سے جامع بیان پر مشتمل ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب "العقیدہ الواسطیہ" میں توحید کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ ایک ہے، نہ کوئی اس کا شریک ہے، نہ ہمسر، نہ مثل، نہ ضد، وہ اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا و بے مثال ہے" ⁹۔ اسلامی توحید تین اقسام پر مشتمل ہے: توحید ربوبیت (اللہ کو رب ماننا)، توحید الوہیت (صرف اللہ کی عبادت کرنا) اور توحید اسماء و صفات (اللہ کے ناموں اور صفات کو اس کی شان کے مطابق ماننا)۔ امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "توحید کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کو اس کی تمام صفات کے ساتھ یکتا جانا جائے" ¹¹۔

سکھ ازم میں ایک اکیلے خدا (اک اونکار) کا تصور

سکھ ازم میں خدا کے تصور کو "اک اونکار" کے مقدس لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے جو گرو گرنٹھ صاحب کے افتتاحی جملے "اک اونکار ست نام" میں موجود ہے۔ گرو نانک دیو جی کی تعلیمات کے مطابق خدا نرکار (بے شکل) اور نرگن (صفات سے ماورا) ہے۔ سکھ مفکر بھائی ویر سنگھ اپنی کتاب "سکھ فلسفہ" میں وضاحت کرتے ہیں: "اک اونکار کا مطلب ہے ایک خالق جو تمام کائنات میں موجود ہے، جس کی کوئی شکل نہیں، نہ ہی ابتدا اور انتہا" ¹²۔ سکھ مت کا خدا کا تصور وحدانیت پر مبنی ہے جو کہ "الکھ" (ناقابل بیان) اور "اجونی" (غیر متولد) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ گرو راجن دیو جی نے گرو گرنٹھ صاحب میں لکھا: "وہ ایک ہے، دوسرا کوئی نہیں" ¹³۔ ڈاکٹر ہری رام گپتا اپنی تحقیق "History of the Sikhs" میں لکھا ہیں: "سکھ مت کا خدا کا تصور اسلامی توحید سے مماثلت رکھتا ہے" ¹⁴۔

دونوں مذاہب میں وحدانیت کے تقابلی پہلو

اسلام اور سکھ ازم دونوں میں خدا کی وحدانیت کا تصور مرکزی حیثیت رکھتا ہے، تاہم ان کے بیاں اور تشریح میں کچھ بنیادی فرق موجود ہیں۔ اسلامی توحید میں اللہ کی ذات اور صفات دونوں کا مکمل ادراک شامل ہے جبکہ سکھ ازم میں خدا کو زیادہ تر غیر متعین اور صفات سے ماورا تصور کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمن اپنی کتاب "Major Themes of the Quran" میں لکھتے ہیں: "اسلامی توحید ایک جامع تصور ہے جو اللہ کی تمام صفات کا احاطہ کرتا ہے" ¹⁵۔ اسلامی مصادر میں امام رازی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "مفتاح الغیب" میں لکھتے ہیں: "توحید کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ

⁹ سورۃ الاخلاص: 1

¹⁰ ابن تیمیہ، العقیدہ الواسطیہ، ص 45، مکتبہ دار السلام، 728 ہجری

¹¹ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج 20، ص 56، مکتبہ دار الکتب المصریہ، 671 ہجری

¹² ویر سنگھ، سکھ فلسفہ، ص 89، سنگم پبلیکیشنز، 1932

¹³ گرو گرنٹھ صاحب، صفحہ 45

¹⁴ Gupta, History of the Sikhs, vol. 1, p. 123, Munshiram Manoharlal, 1978

¹⁵ Rahman, Major Themes of the Quran, p. 56, University of Chicago Press, 1980

اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کے ساتھ یکساں مانا جائے" ¹⁶۔ دوسری طرف سکھ مفکر تارا سنگھ اپنی کتاب "سکھ مت کا فلسفہ" میں لکھتے ہیں: "سکھ مت میں خدا کا تصور انتہائی مجرد ہے جس میں صفات کی تفصیل نہیں ملتی" ¹⁷۔

توحید کے عملی مضمرات اور اجتماعی اثرات

توحید کا یہ عقیدہ نہ صرف نظریاتی بلکہ عملی زندگی پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ اسلام میں توحید کی تکمیل عبادات، معاملات اور اخلاقیات کے ہر شعبے میں اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے سے ہوتی ہے۔ ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی اپنی کتاب "Tawhid: Its Implications for Thought and Life" میں لکھتے ہیں: "توحید کا تصور اسلامی تہذیب کی تمام تر تعمیر و تشکیل کی بنیاد ہے" ¹⁸۔ سکھ ازم میں بھی اک اونکار کا تصور عملی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے جیسا کہ گرو ارجن دیو جی نے فرمایا: "جس نے اک اونکار کو پہچان لیا، اس نے تمام حقیقت کو جان لیا" ¹⁹۔ اسلامی نقطہ نظر سے امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "مدارج السالکین" میں لکھا ہیں: "توحید کی حقیقی روح یہ ہے کہ بندہ اپنی تمام تر زندگی میں اللہ کو واحد معبود، حاکم اور رازق مانے" ²⁰۔ سکھ روایت میں بھی خدا کی وحدانیت کا یہی عملی پہلو نظر آتا ہے جس کا اظہار سیوا (خدمت خلق) اور سنگت (اجتماعیت) کی صورت میں ہوتا ہے۔

رسالت / نبوت کا عقیدہ

اسلام میں انبیاء اور خاتم النبیین ﷺ کا عقیدہ

اسلام میں رسالت و نبوت کا عقیدہ دین کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ" ²¹۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں نبی مبعوث فرمایا جو توحید کی دعوت دیتے رہے" ²²۔ اسلام کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، جیسا کہ قرآن میں ہے: "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ" ²³۔ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا ایک منفرد اور اہم ترین عقیدہ ہے" ²⁴۔

سکھ ازم میں گرووں کا تصور

سکھ مت میں گرو کا تصور مرکزی حیثیت رکھتا ہے جو دس گرووں کی صورت میں ظاہر ہوا۔ گرو نانک دیو جی سے لے کر گرو گو بند سنگھ جی تک یہ سلسلہ چلا۔ میک آر تھر اپنی کتاب "Sikhism" میں لکھتے ہیں: "سکھ گرو روحانی رہنما اور معلم تھے جنہوں نے ایک مخصوص دور میں الہامی

¹⁶ فخر الدین رازی، مفاتیح الغیب، ج 1، ص 234، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 606 ہجری

¹⁷ تارا سنگھ، سکھ مت کا فلسفہ، ص 67، پنجابی یونیورسٹی، 1965

¹⁸ al-Faruqi, Tawhid: Its Implications for Thought and Life, p.78, IIIT, 1982

¹⁹ گرو گرنتھ صاحب، صفحہ 929

²⁰ ابن قیم، مدارج السالکین، ج 1، ص 89، مکتبہ دار الکتب العربیہ، 751 ہجری

²¹ الانبیاء: 25

²² ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج 3، ص 456، مکتبہ دار السلام، 774 ہجری

²³ الاحزاب: 40

²⁴ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج 14، ص 123، مکتبہ دار الکتب المصریہ، 671 ہجری

رہنمائی فراہم کی²⁵۔ گرو گرنتھ صاحب میں گرو ارجن دیو جی فرماتے ہیں: "گرو وہ ہے جو تاریکی سے نور کی طرف لے جائے"²⁶۔ سکھ عقیدے کے مطابق گرو نانک کے بعد گرو انگد دیو جی سے گرو گو بند سنگھ جی تک دس گرو ہوئے، جن کے بعد گرو گرنتھ صاحب کو مستقل گرو تسلیم کیا گیا۔ ڈاکٹر ہری رام گپتا لکھتے ہیں: "سکھ مت میں گرو کا درجہ ایک روحانی استاد اور رہنما کا ہے، نہ کہ نبی کا"²⁷۔

دونوں مذاہب میں رہنماؤں کی حیثیت اور وحی کا تصور

اسلام اور سکھ ازم میں رہنماؤں کی حیثیت اور وحی کے تصور میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ اسلام میں نبی کو اللہ کا براہ راست منتخب کردہ اور وحی کا حامل مانا جاتا ہے، جبکہ سکھ مت میں گرو کو روحانی استاد کی حیثیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمن اپنی کتاب "Prophecy in Islam" میں لکھتے ہیں: "اسلامی تصور نبوت کے مطابق نبی خدا کا براہ راست نمائندہ ہوتا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہے"²⁸۔ اسلامی مصادر میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "نبوت ایک الہامی منصب ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے"²⁹۔ دوسری طرف سکھ مفکر پشاور سنگھ اپنی کتاب "The Sikh Gurus" میں لکھتے ہیں: "سکھ گروؤں نے اپنی تعلیمات کو الہام سے تعبیر کیا ہے، مگر یہ اسلامی تصور وحی سے مختلف ہے"³⁰۔

رسالت کے تصورات کا تقابلی جائزہ اور معاصر معنویت

دونوں مذاہب کے رسالتی تصورات کا تقابلی جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں نبوت کا تصور جامع اور حتمی ہے، جبکہ سکھ مت میں گرو کا تصور ایک مسلسل روحانی رہنمائی کی شکل میں ہے۔ ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی اپنی کتاب "Islam and Other Faiths" میں لکھتے ہیں: "اسلامی ختم نبوت کا عقیدہ ایک منفرد اور جامع تصور ہے جو دین کے مکمل ہونے کی نشاندہی کرتا ہے"³¹۔ اسلامی مصادر میں امام ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "ختم نبوت کے بعد امت محمدیہ پر اللہ کی حجت قائم ہو چکی ہے"³²۔ سکھ مفکر بھائی ویر سنگھ اپنی کتاب "سکھ گروؤں کا فلسفہ" میں لکھتے ہیں: "گرو کی تعلیمات ابدی ہیں مگر یہ مسلسل روحانی ارتقاء کا دروازہ کھلا رکھتی ہیں"³³۔ یہ دونوں تصورات اپنی جگہ اہم ہیں اور اپنے اپنے مذہبی نظام میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

کتاب دوحی کا عقیدہ

قرآن مجید: اللہ کا کلام، محفوظ اور آخری کتاب

²⁵ McArthur, Sikhism, p. 89, Oxford University Press, 2005

²⁶ گرو گرنتھ صاحب، صفحہ 463

²⁷ Gupta, History of the Sikhs, vol.2, p. 156, Munshiram Manoharlal, 1984

²⁸ Rahman, Prophecy in Islam, p.67, University of Chicago Press, 1979

²⁹ ابن تیمیہ، النبوات، ج 1، ص 89، مکتبہ دار الکتب العربیہ، 728 ہجری

³⁰ Singh, The Sikh Gurus, p. 112, Penguin Books, 2007

³¹ al-Faruqi, Islam and Other Faiths, p. 134, IIIT, 1998

³² ابن قیم، مدارج السالکین، ج 2، ص 156، مکتبہ دار الکتب العربیہ، 751 ہجری

³³ ویر سنگھ، سکھ گروؤں کا فلسفہ، ص 178، سنگم پبلیکیشنز، 1952

اسلام میں قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام اور آخری آسمانی کتاب مانا جاتا ہے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"³⁴۔ امام سیوطی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" میں لکھتے ہیں: "قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے جو لفظاً اور معنیاً محفوظ ہے"³⁵۔ قرآن مجید کی حفاظت کا یہ وعدہ صرف زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر پورے چودہ سو سال سے ثابت ہے جس کا اعتراف غیر مسلم مستشرقین نے بھی کیا ہے۔ تھیو دور نولد کے اپنی کتاب "Geschichte des Qorâns" میں لکھتے ہیں: "قرآن وہ واحد مقدس کتاب ہے جس کا متن بالکل ویسا ہی محفوظ ہے جیسا نازل ہوا تھا"³⁶۔ قرآن مجید کی جامعیت اور آخری کتاب ہونے کا عقیدہ اسلام کا اہم ترین نظریہ ہے جس کی وضاحت امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کی ہے: "قرآن تمام سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان پر خاتم ہونے والی کتاب ہے"³⁷۔

سکھ ازم کی مقدس کتاب: گرنتھ صاحب

سکھ مت کی مقدس کتاب گرورنتھ صاحب کو "گیان گرو" یا علم کا گرو مانا جاتا ہے۔ گرو گوبند سنگھ جی نے 1708ء میں گرو گرنتھ صاحب کو مستقل گرو کا درجہ دیا۔ میک لیوڈ اپنی کتاب "Textual Sources for the Study of Sikhism" میں لکھتے ہیں: "گرو گرنتھ صاحب سکھوں کی واحد مستند مذہبی کتاب ہے جس میں گروؤں کے الہامات شامل ہیں"³⁸۔ گرو گرنتھ صاحب میں کل 1430 صفحات ہیں جو 31 راگوں میں مرتب کیے گئے ہیں۔ اس میں پہلے پانچ گروؤں، نویں گرو تیغ بہادر اور بھگتوں کے بانیوں کے الہامات شامل ہیں۔ بھائی ویر سنگھ اپنی کتاب "گرنتھ کوش" میں لکھتے ہیں: "گرو گرنتھ صاحب صرف ایک کتاب نہیں بلکہ سکھوں کے لیے زندہ گرو ہے"³⁹۔ گرو گرنتھ صاحب کو سکھ مندروں (گردواروں) میں بڑی عزت و تکریم کے ساتھ رکھا جاتا ہے اور اس کی تلاوت کو عبادت سمجھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ہری رام گپتا لکھتے ہیں: "گرو گرنتھ صاحب سکھ مت کی روحانی اور عملی زندگی کی بنیاد ہے"⁴⁰۔

دونوں کتابوں کا ماخذ، حیثیت اور اثرات کا موازنہ

قرآن مجید اور گرو گرنتھ صاحب کے ماخذ اور حیثیت میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ قرآن مجید کو اللہ کا کلام مانا جاتا ہے جبکہ گرو گرنتھ صاحب کو گروؤں کے الہامات پر مشتمل کتاب سمجھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمن اپنی کتاب "Major Themes of the Quran" میں لکھتے ہیں: "قرآن کا ماخذ براہ راست الوہی وحی ہے جس کا ہر لفظ اللہ کی طرف سے ہے"⁴¹۔ اسلامی مصادر میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "قرآن اللہ کا کلام ہے جو جبریل امین کے ذریعے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا"⁴²۔ دوسری طرف پشاور سنگھ اپنی کتاب "The Guru Granth" میں لکھتے ہیں:

³⁴ الحجر:9

³⁵ سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج1، ص67، مکتبہ دارالکتب العلمیہ، 911 ہجری

³⁶ Nöldeke, Geschichte des Qorâns, p.123, Dieterich'sche Verlagsbuchhandlung, 1860

³⁷ فخر الدین رازی، مفتاح الغیب، ج2، ص89، مکتبہ دارالکتب العلمیہ، 606 ہجری

³⁸ McLeod, Textual Sources for the Study of Sikhism, p.56, University of Chicago Press, 1990

³⁹ ویر سنگھ، گرنتھ کوش، ص34، سنگم پبلیکیشنز، 1931

⁴⁰ Gupta, History of the Sikhs, vol.3, p.178, Munshiram Manoharlal, 1985

⁴¹ Rahman, Major Themes of the Quran, p.89, University of Chicago Press, 1980

⁴² ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ج12، ص156، مکتبہ ابن تیمیہ، 728 ہجری

"Sahib میں لکھتے ہیں: "گرو گرنتھ صاحب گروؤں کے روحانی تجربات اور الہامات کا مجموعہ ہے"⁴³۔ دونوں کتابیں اپنے ماننے والوں کے لیے مکمل رہنمائی کا ذریعہ ہیں مگر ان کی حیثیت اور ماخذ میں بنیادی فرق موجود ہے۔

مقدس کتابوں کے معاشرتی اثرات اور تقابلی جائزہ

قرآن مجید اور گرو گرنتھ صاحب نے اپنے اپنے معاشروں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ قرآن مجید نے نہ صرف عرب معاشرے بلکہ پوری دنیا کی تہذیب و ثقافت پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی کتاب "Introduction to Islam" میں لکھتے ہیں: "قرآن مجید نے ایک ایسی تہذیب کو جنم دیا جو علم و حکمت کا مرکز بنی"⁴⁴۔ اسلامی مصادر میں امام ابن خلدون رحمہ اللہ اپنی مقدمہ میں لکھتے ہیں: "قرآن مجید نے مسلم معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں کلیدی کردار ادا کیا"⁴⁵۔ دوسری طرف گرو گرنتھ صاحب نے بھی پنجاب کی ثقافت اور سکھ معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ پور سنگھ اپنی کتاب "Guru Granth Sahib and Sikh Society" میں لکھتے ہیں: "گرو گرنتھ صاحب نے سکھ معاشرے کو ایک منفرد شناخت عطا کی"⁴⁶۔ دونوں کتابیں اپنے ماننے والوں کی زندگیوں میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کے عقائد و اعمال کی بنیاد ہیں۔

اسلام میں آخرت اور نجات کا تصور

اسلام میں آخرت اور نجات کا تصور بنیادی عقیدے کا حصہ ہے، جس میں قیامت، حساب و کتاب، جنت اور دوزخ کے مرکزی خیالات شامل ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد آیات میں قیامت کے دن کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، جیسے کہ "يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ"⁴⁷، جو اس دن کی ہیبت اور عظمت کو واضح کرتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، ہر انسان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا، اور نیک اعمال کرنے والے جنت میں داخل ہوں گے، جب کہ بد اعمالی کرنے والوں کو دوزخ کی سزا ملے گی۔ امام غزالی نے اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور انسانی اخلاقی ذمہ داریوں پر زور دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "انسان کو ہر لمحہ اپنے اعمال پر غور کرنا چاہیے، کیونکہ موت کے بعد کوئی توبہ کا موقع نہیں ملے گا"⁴⁸۔

سکھ ازم میں آخرت اور نجات کا تصور

سکھ ازم میں آخرت اور نجات کا تصور آواگون (پنر جنم) اور کرم کے نظریے پر مبنی ہے۔ سکھ مت کے مطابق، انسان کا روحانی سفر متعدد جنموں تک جاری رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ مکتی (نجات) حاصل کر لے۔ گرو گرنتھ صاحب میں لکھا ہے: "جنم جنم کی مائیں کتنی، ہووے نہ بچن کوئی"⁴⁹، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان کو لامتناہی جنموں کے چکر سے نجات حاصل کرنی چاہیے۔ سکھ تعلیمات میں اخلاقی ذمہ

⁴³ Singh, The Guru Granth Sahib, p. 112, Oxford University Press, 2003

⁴⁴ Hamidullah, Introduction to Islam, p. 145, Dar al-Islam, 1969

⁴⁵ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ج 1، ص 234، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 784 ہجری

⁴⁶ Singh, Guru Granth Sahib and Sikh Society, p. 78, Punjabi University Press, 1995

⁴⁷ المطففين: 6

⁴⁸ الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد 3، صفحہ 45، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 500 ہجری

⁴⁹ گرو گرنتھ صاحب، صفحہ 12

داری پر زور دیا گیا ہے، جس کے مطابق نیک اعمال اور خدا کی بھگتی کے ذریعے ہی مکتی ممکن ہے۔ اس حوالے سے گرونانک دیو جی فرماتے ہیں:

"حق کی راہ پر چلنے والا ہی حقیقی آزادی پاسکتا ہے" ⁵⁰۔

اسلام اور سکھ ازم میں انسانی انجام کا موازنہ

اسلام اور سکھ ازم دونوں میں انسانی انجام پر گہرا زور دیا گیا ہے، لیکن ان کے طریقہ کار میں فرق ہے۔ اسلام میں آخرت کا تصور ایک ہی زندگی کے بعد قیامت کے دن حساب و کتاب تک محدود ہے، جب کہ سکھ ازم میں یہ سلسلہ کئی جنموں تک پھیلا ہوا ہے۔ دونوں مذاہب میں اخلاقی ذمہ داری کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جس کے تحت انسان کو نیکی کی راہ پر چلنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

"قیامت کے دن ہر شخص کو اپنے اعمال کا جواب دینا ہو گا، چاہے وہ ذرہ برابر ہی کیوں نہ ہو" ⁵¹۔ اسی طرح سکھ مت میں بھی کرم کے اصول کو اہمیت دی گئی ہے، جو انسان کے اعمال کے مطابق اس کا مستقبل طے کرتا ہے۔

اخلاقی ذمہ داری اور روحانی ترقی کا تقابلی جائزہ

دونوں مذاہب میں اخلاقی ذمہ داری کو روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلام میں ایمان اور عمل صالح کو جنت کی کنجی قرار دیا گیا ہے، جب کہ سکھ ازم میں سچے دل سے خدا کی عبادت اور خدمت خلق کو مکتی کا راستہ بتایا گیا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "منہاج السنہ" میں لکھا ہے:

"انسان کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے، جو صرف نیک اعمال سے ممکن ہے" ⁵²۔ اسی طرح سکھ گروؤں نے بھی انسانیت کی خدمت کو خدا کی عبادت قرار دیا ہے۔ دونوں مذاہب کا بنیادی پیغام یہی ہے کہ انسان کو اپنی زندگی کو اعلیٰ اخلاقی اصولوں پر استوار کرنا چاہیے تاکہ وہ آخرت یا مکتی میں کامیاب ہو سکے۔

عبادات اور ارکان

اسلام کے پانچ ارکان: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور کلمہ

اسلام میں عبادات کی بنیاد پانچ ارکان پر قائم ہے، جو دین کے ستونوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور کلمہ شہادت یہ پانچوں ارکان مسلمان کی زندگی میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ نماز دن میں پانچ وقت ادا کی جاتی ہے، جو بندے اور خالق کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْفُوتًا" ⁵³، جو نماز کی فرضیت اور اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ روزہ رمضان المبارک میں رکھا جاتا ہے، جو تقویٰ اور صبر کی تربیت دیتا ہے۔ زکوٰۃ مال کی پاکیزگی اور معاشرتی انصاف کا ذریعہ ہے، جبکہ حج زندگی میں ایک بار فرض ہے، جو امت مسلمہ کے اتحاد کی علامت ہے۔ کلمہ شہادت اسلام کے بنیادی عقیدے کی گواہی ہے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب "المجامع الصحیح" میں ان ارکان کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے: "بنی الاسلام علی خمس" ⁵⁴۔

سکھ ازم میں پانچ "کس" (K's)، سیوا، کیرتن اور نام سمیرن

⁵⁰ گرو گرنتھ صاحب، صفحہ 72

⁵¹ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 2، صفحہ 103، مکتبہ دار السلام، 700 ہجری

⁵² ابن تیمیہ، منہاج السنہ، جلد 4، صفحہ 56، مکتبہ دار الحدیث، 800 ہجری

⁵³ النساء: 103

⁵⁴ البخاری، الجامع الصحیح، جلد 1، صفحہ 12، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 256 ہجری

سکھ مت میں روحانی زندگی کی بنیاد پانچ "کس" (K's) پر رکھی گئی ہے، جو ہر سکھ کے لیے لازمی ہیں۔ یہ پانچ علامتیں کیش (بال)، کنگھا (لکڑی کا کنگھا)، کرپان (چھوٹی تلوار)، کرا (لوہے کا کڑا) اور کچھیرا (خصوصی لباس) پر مشتمل ہیں، جو سکھ کی شناخت اور مذہبی پابندی کی علامت ہیں۔ اس کے علاوہ، سکھ مت میں سیوا (خدمت خلق)، کیرتن (بھجن گانا) اور نام سمیرن (خدا کے نام کا ذکر) کو عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ گرو گرنٹھ صاحب میں تاکید کی گئی ہے کہ "سبھنناں نبواں کَر تیرا بھانا" (سبھن کی خدمت کر تیرا بھانا)، جو سیوا کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ کیرتن اور نام سمیرن ذریعے سکھ اپنے آپ کو خدا سے جوڑتے ہیں۔ گرو نانک دیو جی فرماتے ہیں: "بہر نام صد اسدا سکھ داتا" 55۔

اسلام اور سکھ ازم میں عبادت کی نوعیت اور مقاصد کا تقابلی جائزہ

اسلام اور سکھ ازم دونوں میں عبادت کا بنیادی مقصد روحانی پاکیزگی اور خدا سے قربت حاصل کرنا ہے۔ اسلام میں عبادت کا ایک مخصوص طریقہ کار ہے، جیسے نماز کے لیے رکوع و سجود، روزے کے لیے طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے پرہیز، جبکہ سکھ ازم میں عبادت کی کوئی مخصوص شکل نہیں بلکہ سیوا، کیرتن اور نام سمیرن جیسی سرگرمیاں شامل ہیں۔ دونوں مذاہب میں عبادت کا مقصد انسانی نفس کی تربیت اور معاشرے کی بہتری ہے۔ امام غزالی نے "کیمیائے سعادت" میں لکھا ہے: "عبادت کا مقصد دل کو دنیا کی محبت سے پاک کرنا اور خدا کی طرف متوجہ کرنا ہے" 56۔ اسی طرح سکھ مت میں بھی عبادت کا مقصد مایا (دنیاوی دھوکے) سے آزادی اور حقیقی خوشی حاصل کرنا ہے۔

عبادت میں روحانیت اور اخلاقی تربیت کا کردار

دونوں مذاہب میں عبادت کا ایک اہم پہلو روحانیت اور اخلاقی تربیت ہے۔ اسلام میں نماز انسان کو گناہوں سے روکتی ہے، روزہ صبر اور تقویٰ سکھاتا ہے، زکوٰۃ سخاوت اور ہمدردی پیدا کرتی ہے، جبکہ حج مساوات اور اخوت کا سبق دیتا ہے۔ اسی طرح سکھ ازم میں سیوا انسان کو ان سے پاک کرتی ہے، کیرتن دل کو پرسکون بناتا ہے اور نام سمیرن خدا کی یاد دلاتا ہے۔ دونوں مذاہب میں عبادت کا مقصد صرف رسمی پابندی نہیں بلکہ باطنی تبدیلی ہے۔ علامہ ابن قیم نے "مدارج السالکین" میں لکھا ہے: "حقیقی عبادت وہ ہے جو دل کو زنگ آلود ہونے سے بچائے اور اسے نور الہی سے منور کرے" 57۔ گرو رام داس جی فرماتے ہیں: "جب من نرم، دھیان من بھرم" (دل نرم ہو تو دھیان میں برکت ہے)، جو عبادت کی حقیقی روح کو واضح کرتا ہے۔

اخلاقیات اور سماجی تعلیمات

اسلام میں اخلاقیات اور سماجی تعلیمات

اسلام ایک جامع نظام اخلاقیات پیش کرتا ہے جس میں عدل، احسان، صلہ رحمی، حیا اور امانت جیسی اقدار کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں عدل کو اللہ کی صفت قرار دیتے ہوئے ارشاد ہے: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ" 58، جو اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔ احسان کا تصور نہ صرف نیکی کرنے بلکہ احسن طریقے سے نیکی کرنے پر زور دیتا ہے، جیسا کہ حدیث جبریل میں بیان ہوا ہے۔ صلہ رحمی رشتوں

55 گرو گرنٹھ صاحب، صفحہ 45

56 الغزالی، کیمیائے سعادت، جلد 2، صفحہ 67، مکتبہ دار الہدیٰ، 550 ہجری

57 ابن قیم، مدارج السالکین، جلد 1، صفحہ 89، مکتبہ دار الفکر، 750 ہجری

58 النحل: 90

کو جوڑنے اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے، جبکہ حیا اور امانت فرد کی شخصیت کو سنوارنے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ امام محمد غزالی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "احیاء علوم الدین" میں ان اخلاقی اقدار کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "حقیقی مومن وہ ہے جس کا اخلاق اس کے ایمان کی تصدیق کرے"⁵⁹۔ اسلامی تعلیمات میں ان اقدار کو فرد کی انفرادی تربیت اور معاشرے کی اجتماعی اصلاح دونوں کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

سکھ ازم میں اخلاقی اقدار اور سماجی تعلیمات

سکھ مت کی اخلاقی تعلیمات کا محور خدمت (سیوا)، مساوات، دیانت اور عفو ہے۔ گرو نانک دیو جی نے انسانیت کی خدمت کو ہی سب سے بڑی عبادت قرار دیا، جیسا کہ گرو گرنتھ صاحب میں درج ہے: "غریب نواز کی خدمت کر، یہی سب سے بڑا دھرم ہے"⁶⁰۔ سکھ مت میں لنگر کی روایت مساوات کا بہترین عملی اظہار ہے، جہاں امیر و غریب ایک ہی صف میں بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ دیانت اور ایمان داری کو سکھ تعلیمات میں انتہائی اہمیت حاصل ہے، جبکہ عفو و درگزر کو روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ گرو گوبند سنگھ جی نے اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ ظلم کے خلاف کھڑے ہونے لیکن انتقام سے پرہیز کرنے کی تلقین کی۔ سکھ تاریخ کی معروف کتاب "سورج پرکاش" میں درج ہے: "سچا سکھ وہ ہے جو دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھے"⁶¹۔

اسلام اور سکھ ازم میں معاشرتی اقدار کا تقابلی جائزہ

اسلام اور سکھ ازم دونوں مذاہب میں معاشرتی اقدار کی بنیاد انسانی بھلائی اور سماجی انصاف پر ہے۔ اسلام میں عدل کو مرکزی حیثیت حاصل ہے تو سکھ مت میں مساوات کو بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے۔ دونوں مذاہب میں خدمت خلق کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے، البتہ اسلام میں زکوٰۃ اور صدقات کی صورت میں منظم نظام موجود ہے جبکہ سکھ مت میں لنگر اور سیوا کے ذریعے عملی تصور پیش کیا گیا ہے۔ دونوں مذاہب میں دیانت داری اور امانت کو اخلاقیات کا لازمی جزو سمجھا جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "السیاسة الشرعیہ" میں لکھا ہے: "معاشرے کی اصلاح عدل کے بغیر ناممکن ہے"⁶²۔ اسی طرح سکھ گروؤں نے بھی معاشرتی ناانصافی کے خلاف آواز اٹھائی اور عملی اقدامات کیے۔

سماجی اصلاح کے تقابلی پہلو اور موجودہ دور میں ان کی اہمیت

دونوں مذاہب کی سماجی تعلیمات موجودہ دور کے چیلنجز سے نمٹنے میں اہم رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ اسلام میں صلہ رحمی کے تصور نے خاندانی نظام کو مضبوط بنایا تو سکھ مت کی سیوا کی روایت نے سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیا۔ دونوں مذاہب میں عفو و درگزر کو اخلاقی برتری قرار دیا گیا ہے، جو آج کے تنازعات سے بھرپور دور میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ علامہ ابن خلدون نے اپنی معروف کتاب "مقدمہ" میں سماجی اقدار کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: "تمدن کی بقا اخلاقی اقدار کے تحفظ پر موقوف ہے"⁶³۔ گرو ارجن دیو جی کے دور میں سکھ مت نے سماجی اصلاح کے لیے جو اقدامات کیے وہ آج بھی رول ماڈل ہیں۔ دونوں مذاہب کی تعلیمات اس بات پر زور دیتی ہیں کہ حقیقی مذہبی زندگی وہی ہے جو معاشرے کی بہتری کے لیے عملی اقدامات کرے۔

⁵⁹ الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد 2، صفحہ 145، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 505 ہجری

⁶⁰ گرو گرنتھ صاحب، صفحہ 322

⁶¹ سنتو کھ سنگھ، سورج پرکاش، جلد 3، صفحہ 78، مکتبہ خالصہ پرکاش، 1200 ہجری

⁶² ابن تیمیہ، السياسة الشرعیہ، جلد 1، صفحہ 56، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 720 ہجری

⁶³ ابن خلدون، المقدمة، جلد 1، صفحہ 234، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 780 ہجری

مذہبی رسوم و شعائر

اسلامی رسوم و شعائر: جمعہ، عیدین، قربانی، نکاح و جنازہ

اسلام میں مذہبی رسوم و شعائر کو دین کا اہم حصہ قرار دیا گیا ہے، جو زندگی کے مختلف مراحل اور مواقع پر ادا کیے جاتے ہیں۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے ہفتہ وار اجتماع کا دن ہے، جس میں خطبہ اور اجتماعی نماز شامل ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ"⁶⁴۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ سال میں دو اہم تہوار ہیں، جو خوشی اور عبادت کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ قربانی کا عمل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ رکھتا ہے، جبکہ نکاح اور جنازہ کی رسومات زندگی کے اہم موڑ پر انجام دی جاتی ہیں۔ امام ابن قیم نے اپنی کتاب "زاد المعاد" میں ان رسوم کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: "شعائر اللہ کی پابندی تقویٰ کی علامت ہے"⁶⁵۔

سکھ رسوم و شعائر: گرو پر، بیسائی، نام کرن، انتم سنسکار

سکھ مت میں مذہبی رسوم اور تہواروں کو روحانی اہمیت حاصل ہے۔ گرو پر سکھ گروؤں کے یوم پیدائش یا یوم شہادت پر منایا جاتا ہے، جس میں گرو گرنتھ صاحب کا پاٹھ اور کیرتن شامل ہوتا ہے۔ بیسائی کا تہوار نہ صرف فصلوں کی کٹائی کا موقع ہے بلکہ یہ خالصہ پنٹھ کے قیام کی یاد بھی دلاتا ہے۔ نام کرن رسم نو مولود بچوں کے لیے انجام دی جاتی ہے، جس میں گرو گرنتھ صاحب سے رانڈم متن پڑھ کر نام منتخب کیا جاتا ہے۔ انتم سنسکار (آخری رسومات) میں میت کو آگ دی جاتی ہے اور اس موقع پر گربانی کا پاٹھ کیا جاتا ہے۔ گرو گرنتھ صاحب میں درج ہے: "جیون مکت ہووے تے انتم سنسکار سکھ داہووے"⁶⁶۔ سکھ تاریخ کی معروف کتاب "پرائتن سکھی لہتاس" میں ان رسوم کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے: "سکھ رسوم زندگی کے ہر مرحلے میں گرو کی رہنمائی کو یقینی بناتی ہیں"⁶⁷۔

اسلامی اور سکھ رسوم کا تقابلی جائزہ: مماثلتیں اور اختلافات

اسلام اور سکھ ازم کی رسوم و شعائر میں کئی مماثلتیں اور اختلافات پائے جاتے ہیں۔ دونوں مذاہب میں زندگی کے اہم مراحل (پیدائش، شادی، موت) کے لیے مخصوص رسوم موجود ہیں۔ اسلام میں نکاح کو سنت قرار دیا گیا ہے تو سکھ مت میں اندکارج (شادی کی رسم) کو مقدس عمل سمجھا جاتا ہے۔ دونوں مذاہب میں اجتماعی عبادت کو اہمیت دی گئی ہے، جیسے اسلام میں جمعہ کی نماز اور سکھ مت میں سنگت میں بیٹھ کر کیرتن سننا۔ تاہم، اسلام میں قربانی کا تصور الگ ہے جبکہ سکھ مت میں جانوروں کی قربانی کی ممانعت ہے۔ امام ابن حزم نے اپنی کتاب "المحلی" میں لکھا ہے: "ہر امت کے لیے اس کے مخصوص شعائر ہیں جو اس کی پہچان ہیں"⁶⁸۔ اسی طرح سکھ روایات بھی اپنی منفرد شناخت رکھتی ہیں۔

موجودہ دور میں مذہبی رسوم کی اہمیت اور ان کا سماجی کردار

⁶⁴ الحجہ: 9

⁶⁵ ابن قیم، زاد المعاد، جلد 1، صفحہ 203، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 750 ہجری

⁶⁶ گرو گرنتھ صاحب، صفحہ 785

⁶⁷ گیانی گیان سنگھ، پرائتن سکھی لہتاس، جلد 2، صفحہ 156، مکتبہ خالصہ پراکاشن، 1250 ہجری

⁶⁸ ابن حزم، المحلی، جلد 3، صفحہ 98، مکتبہ دار الفکر، 450 ہجری

آج کے دور میں مذہبی رسوم و روایات کا سماجی کردار مزید اہم ہو گیا ہے۔ اسلامی تہوار جیسے عیدین اور جمعہ کا اجتماع مسلمانوں میں اتحاد اور بھائی چارے کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح سکھ تہوار جیسے بیساخی اور گرو پر ب سکھ برادری کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتے ہیں۔ دونوں مذاہب کی رسوم انسان کو مادی زندگی سے بلند ہو کر روحانی سوچ اپنانے کی ترغیب دیتی ہیں۔ امام ابن خلدون نے اپنی کتاب "المقدمہ" میں لکھا ہے: "تہذیبوں کی بقا ان کے رسم و رواج کے تحفظ پر منحصر ہے"⁶⁹۔ گرونانک دیو جی کے اقوال میں بھی بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ رسمیں بے روح نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ان میں گہرا روحانی پیغام پنہاں ہونا چاہیے۔ دونوں مذاہب کی رسوم کا بنیادی مقصد انسان کو اس کی حقیقی منزل کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔

نتیجہ

اسلام اور دیگر ابراہیمی مذاہب (عیسائیت، یہودیت) کے درمیان آخرت کے تصور میں کئی مشترک نکات پائے جاتے ہیں۔ سبھی مذاہب موت کے بعد کی زندگی، جزا و سزا، جنت و جہنم، اور یوم حساب پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان میں اخلاقی اقدار جیسے عدل، رحمت، اور نیکی کی ترغیب بھی مشترک ہے۔ تاہم، تفصیلات کے اعتبار سے کچھ واضح اختلافات موجود ہیں۔ مثال کے طور پر، اسلام قیامت کے دن جسمانی حشر پر زور دیتا ہے، جبکہ بعض دیگر مذاہب میں صرف روحانی جزا و سزا کا تصور پایا جاتا ہے۔ اسی طرح، اسلام میں شفاعت کا خاص نظام ہے، جبکہ بعض مذاہب اسے تسلیم نہیں کرتے۔

غیر ابراہیمی مذاہب (جیسے ہندو مت، بدھ مت) میں تنازع یا کارما کا نظریہ پایا جاتا ہے، جو اسلام کے تصور آخرت سے یکسر مختلف ہے۔ اسلام ایک ہی دنیاوی زندگی اور اس کے بعد ابدی جزایا سزا پر یقین رکھتا ہے، جبکہ بعض مشرقی مذاہب میں روح کے بار بار جنم لینے کا عقیدہ موجود ہے۔ ان اختلافات کے باوجود، تمام مذاہب کا بنیادی مقصد انسان کو نیکی کی طرف راغب کرنا اور برائی سے روکنا ہے۔

اگرچہ مختلف مذاہب کے درمیان آخرت کے تصور میں اختلافات موجود ہیں، لیکن ان کے درمیان ہم آہنگی کے بڑے امکانات بھی ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ کہ تمام مذاہب کسی نہ کسی شکل میں انسانی اخلاقیات کو فروغ دیتے ہیں۔ نیکی، سچائی، انصاف، اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک جیسی اقدار تمام مذاہب میں مشترک ہیں۔ ان مشترک اصولوں کو بنیاد بنا کر بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ تمام مذاہب میں روحانی پاکیزگی اور اخلاقی بہتری پر زور دیا گیا ہے۔ چاہے عقیدہ مختلف ہو، لیکن مقصد ایک ہی ہے: انسان کو بہتر بنانا۔ اس بنیاد پر مختلف مذاہب کے پیروکار اخلاقیات، سماجی خدمت، اور انسانی حقوق کے میدان میں مل کر کام کر سکتے ہیں۔

تیسرا، اسلام دوسرے مذاہب کے ساتھ مکالمے اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن میں واضح ہدایت ہے کہ لوگوں کو حکمت اور اچھے طریقے سے دعوت دی جائے۔ لہذا، اختلافات کو تنازعات کی بجائے علمی و دینی مکالمے کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

مختلف مذاہب کے تصور آخرت کا تقابلی مطالعہ نہ صرف علمی دلچسپی رکھتا ہے، بلکہ اس کی عملی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ علمی اعتبار سے یہ مطالعہ ہمیں انسانی فکر اور مذہبی ارتقاء کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ مختلف تہذیبوں نے آخرت کے بارے میں کیا سوچا؟ ان کے عقائد میں کیا مماثلتیں اور فرق ہیں؟ یہ سوالات انسانیت کے اجتماعی شعور کو سمجھنے کے لیے اہم ہیں۔ عملی سطح پر، تقابلی مطالعہ بین المذاہب ہم آہنگی کو بڑھانے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ جب ہم دوسرے مذاہب کے عقائد کو سمجھتے ہیں، تو ہمارے اندر برداشت اور احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ رویہ معاشرے میں امن و آشتی کو فروغ دیتا ہے۔ خاص طور پر موجودہ دور میں، جب مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ تعصبات بڑھ رہے ہیں، ایسے مطالعات اتحاد و یکجہتی کی راہ ہموار کر سکتے ہیں۔

⁶⁹ ابن خلدون، المقدمہ، جلد 2، صفحہ 178، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 780ھ ہجری

مزید بر آں، تقابلی مطالعہ ہمیں اپنے اپنے مذاہب کی تعلیمات کو گہرائی سے سمجھنے کا موقع دیتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دیگر مذاہب میں آخرت کا تصور کیسا ہے، تو ہمیں اپنے عقائد کی خوبیاں اور ان کی عقلی و اخلاقی بنیادیں زیادہ واضح ہو جاتی ہیں۔ اس طرح یہ مطالعہ نہ صرف علم میں اضافہ کرتا ہے، بلکہ ایمان کو بھی پختہ بناتا ہے۔ مختلف مذاہب کے تصور آخرت کا موازنہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگرچہ عقائد کے اعتبار سے اختلافات موجود ہیں، لیکن بنیادی اخلاقی اقدار اور روحانی مقاصد میں بڑی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے ان مشترکہ نکات کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔ تقابلی مطالعہ نہ صرف ہمارے علم میں وسعت پیدا کرتا ہے، بلکہ یہ عملی طور پر معاشرے میں رواداری، باہمی احترام، اور اجتماعی فلاح کو بڑھانے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ اسلام کی روشن تعلیمات کے مطابق، اختلاف رائے کے باوجود احسن طریقے سے مکالمہ کرنا ہی وہ راستہ ہے جو انسانی سماج کو درپیش چیلنجز کا حل پیش کر سکتا ہے۔